THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریسی اہمیت

THE PEDAGOGICAL IMPORTANCE OF URDU LITERATURE IN TEACHING UNIVERSITIES

عرفانہ کوثر

پی ایچ ڈی اردو اسکالر، عبادت انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

ڈاکٹر محمد عارف فرہاد

ایسوی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، عبادت یونیورسٹی اسلام آباد

Abstract

Urdu literature represents the intellectual, cultural, and moral consciousness of society. The teaching of Urdu literature in higher education institutions is not limited to the development of linguistic competence; rather, it plays a vital role in shaping students' personalities, critical thinking, and social awareness. This study aims to examine the pedagogical significance of Urdu literature in universities and to highlight its role in connecting students with their cultural heritage while addressing contemporary intellectual demands. The findings suggest that literary texts, including poetry, fiction, novels, and literary criticism, cultivate aesthetic sensibility, ethical values, and humanistic understanding among students. Furthermore, the study demonstrates that the teaching of Urdu literature enhances students' analytical and creative abilities and enables them to critically engage with social and cultural issues. Effective instruction of Urdu literature at the university level contributes to the reinforcement of national identity, linguistic awareness, and intellectual independence. Therefore, this study concludes that Urdu literature holds a central position in higher education, serving not only as a source of academic development but also as a means of fostering a socially responsible and culturally conscious society.

Keywords :Urdu Literature; Higher Education; Literary Pedagogy; Cultural Identity; Critical Thinking; Moral Values; National Consciousness

تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریسی اہمیت

تعلیم کسی بھی قوم کی فکری، تہذیبی اور سماجی ترقی کی بنیاد ہوتی ہے، اور تدریسی جامعات اس عمل میں مرکزی کردار ادا کرتی ہیں۔ ان اداروں میں ادب کی تدریس محض زبان سکھانے تک محدود نہیں رہتی بلکہ یہ انسان کی شخصیت، فکر اور شعور کی ہمہ جہت تشکیل کا ذریعہ بنتی ہے۔ اردو ادب، جو برصغیر کی تہذیبی تاریخ، سماجی ارتقا اور فکری روایت کا امین ہے، تدریسی جامعات میں ایک نہایت اہم اور بامقصد علمی سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اردو ادب کے ذریعے طلبہ نہ صرف اپنی قومی اور لسانی شناخت سے آگاہ ہوتے ہیں بلکہ انہیں انسانی تجربات کی گہرائی اور معنویت کو سمجھنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ جدید دور میں اعلیٰ تعلیم کے مقاصد تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں، جہاں عملی مہارتوں اور تکنیکی علوم پر زور دیا جا رہا ہے۔ ایسے ماحول میں اردو ادب کی تدریس ایک متوازن فکری تربیت فراہم کرتی ہے، جو طلبہ کو محض پیشہ ورانہ قابلیت نہیں بلکہ اخلاقی بصیرت اور تنقیدی شعور بھی عطا کرتی ہے۔ اردو ادب میں شامل شاعری، افسانہ، ناول اور تنقیدی تحریریں انسانی جذبات، سماجی مسائل اور فکری سوالات کو اس انداز میں پیش کرتی ہیں جو قاری کو غور و فکر پر آمادہ کرتی ہیں۔

تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس طلبہ کو زبان کی لطافت، اظہار کی سلاست اور فکر کی وسعت سکھاتی ہے۔ یہ ادب معاشرتی اقدار، روایات اور تہذیبی تسلسل کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے اور طلبہ کو اپنے ماضی، حال اور مستقبل کے درمیان ایک فکری رشتہ قائم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مزید یہ کہ اردو ادب کا مطالعہ مکالمے، برداشت اور تنقیدی تجزیے کی صلاحیت کو فروغ دیتا ہے جو جدید علمی دنیا میں کامیابی کے لیے ناگزیر ہیں۔ اردو ادب کی تدریس تدریسی جامعات میں ایک

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

فکری ضرورت کی حیثیت رکھتی ہے، جو نہ صرف تعلیمی عمل کو بامقصد بناتی ہے بلکہ ایک باشعور، بااخلاق اور تہذیبی طور پر مستحکم معاشرے کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اردو ادب برصغیر کی تہذیبی، فکری اور علمی روایت کا ایک روشن باب ہے۔ یہ زبان نہ صرف اظہارِ خیال کا مؤثر ذریعہ ہے بلکہ قوموں کی فکری تربیت، تہذیبی شناخت اور اخلاقی اقدار کے فروغ میں بھی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ تدریسی جامعات کسی بھی قوم کی فکری اور علمی تعمیر کی اساس ہوتی ہیں۔ یہی ادارے اساتذہ، محققین اور رہنما اذہان تیار کرتے ہیں۔ ایسے میں اردو ادب کی تدریس کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے کیونکہ یہ زبان طلبہ کو فکری بالیدگی، تنقیدی شعور اور تہذیبی آگہی فراہم کرتی ہے۔

ایشیاٹک سوسائٹی برصغیر کا ایک اہم علمی و تحقیقی ادارہ ہے جس کی بنیاد 15 جنوری 1784ء کو کلکتہ میں سر ولیم جونز نے رکھی۔ ابتدا میں اسے ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کہا جاتا تھا۔ اس ادارے کے قیام کا بنیادی مقصد ایشیا کی زبانوں، ادب، تاریخ، تہذیب، مذہب اور سائنسی علوم پر تحقیق و مطالعہ تھا۔ سر ولیم جونز ایک عظیم ماہرِ لسانیات تھے جنھوں نے سنسکرت، عربی، فارسی اور یورپی زبانوں کے باہمی تعلق کو واضح کیا اور لسانیات کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ایشیاٹک سوسائٹی نے مشرقی علوم کے فروغ کے لیے بے شمار تحقیقی مقالے شائع کیے اور قدیم مخطوطات و نایاب کتب کو محفوظ کیا۔ اس کا کتب خانہ دنیا کے بڑے اور قدیم کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے جہاں ادب، تاریخ اور آثارِ قدیمہ سے متعلق قیمتی ذخیرہ موجود ہے۔ اردو، فارسی اور دیگر مشرقی زبانوں کے ادب کی تحقیق اور اشاعت میں بھی اس ادارے کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ مجموعی طور پر ایشیاٹک سوسائٹی نے مشرقی علوم کو عالمی سطح پر متعارف کرانے اور علمی تحقیق کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سرمد اقبال بیان کرتے ہیں کہ:

> ”جدید علمی اور تعلیمی اداروں کے قیام اور مطابع کے آغاز اور طباعتی سرگرمیوں کے سبب یہ شہر اس پورے خطے کے لیے علم و فن کے احیاؤ فروغ کے لیے بھی ایک محرک مرکز بن گیا۔ مطابع اور ان کی اشاعتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ایشیاٹک سوسائٹی کا قیام اور اس کے اغراض و مقاصد اور ان کے فروغ نے سارے ہندوستان میں مطالعہ و تحقیق اور خاص طور پر تاریخ نویسی کی“(1)

فورٹ ولیم کالج نے اردو زبان کے فروغ میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ یہ ادارہ 1800ء میں کلکتہ میں قائم ہوا جس کا مقصد برطانوی افسران کو مقامی زبانوں کی تعلیم دینا تھا، لیکن اس کے نتیجے میں اردو نثر کو باقاعدہ فروغ ملا۔ فورٹ ولیم کالج میں سادہ اور عام فہم اردو نثر کو رواج دیا گیا اور فارسی آمیز پیچیدہ اسلوب کی جگہ سلیس زبان اختیار کی گئی۔ میر امن دہلوی کی باغ و بہار، للولال کی پریم چند اور دیگر تصانیف اسی ادارے کی پیداوار ہیں جنھوں نے اردو نثر کی بنیاد مضبوط کی۔ فارسی، عربی اور سنسکرت کتابوں کے اردو تراجم کے ذریعے اردو کا دامن وسیع ہوا اور اسے تعلیمی و علمی زبان کا درجہ ملا۔ اس طرح فورٹ ولیم کالج جدید اردو نثر کے ارتقا میں سنگِ میل ثابت ہوا۔ اس طرح یہی جامعات اردو ادب کے فروغ میں اپنی اہمیت کے حامل ہیں۔

تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریسی اہمیت ایک ہمہ جہت اور گہرا موضوع ہے جو نہ صرف علمی و فکری نشوونما سے جڑا ہوا ہے بلکہ تہذیبی، سماجی اور اخلاقی تربیت میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے، کیونکہ اردو ادب کسی ایک دور یا طبقے کی نمائندگی نہیں کرتا بلکہ یہ برصغیر کی صدیوں پر محیط تاریخ، ثقافت، جذبات، اقدار اور اجتماعی شعور کا آئینہ دار ہے، جامعات میں اردو ادب کی تدریس طلبہ کو زبان کی لطافت، اظہار کی خوب صورتی اور فکر کی گہرائی سے روشناس کراتی ہے، جس کے نتیجے میں ان کی تنقیدی صلاحیتیں مضبوط ہوتی ہیں اور وہ زندگی کے مسائل کو وسیع تناظر میں دیکھنے کے قابل بنتے ہیں، اردو شاعری ہو یا نثر، افسانہ ہو یا ناول، ڈراما ہو یا تنقید، ہر صنف انسانی نفسیات، سماجی ناہمواریوں، اخلاقی قدروں اور فکری کشمکش کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کرتی ہے، جس سے طلبہ میں شعور، برداشت اور مکالمے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تعلیم محض امتحان پاس کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ شخصیت سازی کا ایک مؤثر وسیلہ ہے جو طلبہ کو اپنی تہذیبی جڑوں سے جوڑتا ہے اور انہیں اپنی شناخت سے آگاہ کرتا ہے، جدید دور میں جب گلوبلائزیشن کے باعث مقامی زبانیں اور ادبی روایات پس منظر میں جا رہی ہیں، اردو ادب کی تدریس

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

قومی زبان کے تحفظ اور فروغ کے لیے ناگزیر ہو جاتی ہے، اس کے ذریعے طلبہ کو یہ احساس دلایا جاسکتا ہے کہ اردو صرف ایک زبان نہیں بلکہ ایک مکمل تہذیبی نظام ہے جو رواداری، انسان دوستی اور فکری وسعت کا درس دیتا ہے۔

جامعات میں اردو ادب کی تدریس تحقیق اور تنقید کے نئے در وا کرتی ہے، کیونکہ اعلیٰ سطح پر طلبہ کلاسیکی اور جدید ادب کا تقابلی مطالعہ کر کے نئے زاویے دریافت کرتے ہیں اور ادبی روایت کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں، اس کے علاوہ اردو ادب طلبہ کو تخلیقی اظہار کی ترغیب دیتا ہے، جس سے نئی نسل میں شاعر، افسانہ نگار، محقق اور نقاد پیدا ہوتے ہیں جو معاشرے کی فکری رہنمائی کر سکتے ہیں، اردو ادب کی تدریس سماجی شعور بیدار کرنے میں بھی اہم ہے کیونکہ اس میں استحصالی نظام، طبقاتی فرق، صنفی مسائل اور انسانی حقوق جیسے موضوعات بھرپور انداز میں موجود ہیں، جن کا مطالعہ طلبہ کو ایک ذمے دار اور باشعور شہری بننے میں مدد دیتا ہے، مزید یہ کہ اردو ادب جامعات میں بین اللسانی اور بین الثقافتی مکالمے کو فروغ دیتا ہے، کیونکہ اس کا رشتہ فارسی، عربی، ہندی اور انگریزی ادب سے جڑا ہوا ہے، جس سے طلبہ عالمی ادبی رجحانات کو سمجھ سکتے ہیں، یوں کہا جاسکتا ہے کہ تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس محض ایک مضمون کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ یہ فکری بالیدگی، تہذیبی تسلسل، لسانی تحفظ اور سماجی آگاہی کا ایک جامع ذریعہ ہے، جو طلبہ کو نہ صرف بہتر انسان بلکہ بہتر معاشرہ تشکیل دینے والا فرد بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج کے مجلے ”کاوش“ کے مدیر اعلیٰ طارق نبیل نئے لکھاریوں کے بارے لکھتے ہیں:

> ”نئے ادیبوں کی تحریریں شاید ناپختہ سی ہوں، لیکن مجلس ادارت نے نوک قلم سے انہیں سنوارنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اور حتی الامکان کوشش یہی رہی ہے کہ مستقبل کے ان ادیبوں اور شاعروں کی یہ کاوشیں پڑھنے والوں کے دلوں میں اپنے نقوش ثبت کر جائیں۔“(2)

ادب محض افسانہ، نظم یا غزل کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ تاریخ، فلسفہ، سماجیات، نفسیات اور اخلاقیات کا حسین امتزاج ہے۔ تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تعلیم طلبہ میں زبان دانی کے ساتھ ساتھ فکری وسعت، تنقیدی صلاحیت اور تخلیقی شعور پیدا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اردو ادب کی تدریس کو تعلیمی نصاب میں مرکزی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔

اردو ادب کا آغاز مختلف زبانوں اور تہذیبوں کے باہمی امتزاج سے ہوا۔ عربی، فارسی، ترکی اور مقامی زبانوں کے اثرات نے اردو کو ایک ہمہ گیر زبان بنایا۔ دکن سے لے کر دہلی اور لکھنؤ تک اردو ادب نے مختلف ادوار میں فکری اور تہذیبی ارتقا کے مراحل طے کیے۔ ولی دکنی، میر تقی میر، غالب، سر سید احمد خان، شبلی نعمانی، علامہ اقبال اور فیض احمد فیض جیسے ادباء و شعراء نے اردو ادب کو فکری وسعت اور عالمی شناخت عطا کی۔ تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس طلبہ کو اس تاریخی تسلسل سے روشناس کراتی ہے اور انہیں اپنی تہذیبی جڑوں سے جوڑتی ہے۔ ادب کے ذریعے طلبہ اپنی تاریخ، سماج اور ثقافت کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ تدریسی جامعات وہ ادارے ہیں جہاں مستقبل کے اساتذہ تیار ہوتے ہیں۔ اگر یہاں اردو ادب کو مؤثر انداز میں پڑھایا جائے تو یہ اساتذہ آگے چل کر نئی نسل میں ادب دوستی، زبان فہمی اور فکری شعور پیدا کر سکتے ہیں۔ اردو ادب کی تدریس اساتذہ کو زبان کے فنی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ تدریسی مہارتیں بھی فراہم کرتی ہے۔

اردو ادب کی تعلیم اساتذہ کو یہ صلاحیت دیتی ہے کہ وہ نصابی مواد کو تخلیقی اور دلچسپ انداز میں طلبہ تک پہنچا سکیں۔ اس طرح تعلیم محض رٹنے کا عمل نہیں رہتی بلکہ فکری مکالمہ بن جاتی ہے۔ ادب انسانی احساسات، تجربات اور خیالات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اردو ادب میں انسانی ہمدردی، عدل، مساوات، محبت، رواداری اور اخلاقی اقدار کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس طلبہ کی فکری تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ مثلاً علامہ اقبال کا کلام خودی، عمل اور حریت کا درس دیتا ہے، جب کہ فیض احمد فیض کی شاعری ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کا حوصلہ بخشتی ہے۔ ان ادبی متون کے مطالعے سے طلبہ میں تنقیدی سوچ اور سماجی شعور پیدا ہوتا ہے۔ اردو ادب کی تدریس طلبہ کی زبان دانی کو نکھارتی ہے۔ نثر اور شاعری کے مختلف اسالیب سے واقفیت طلبہ کو مؤثر اظہارِ خیال کی تربیت دیتی ہے۔ تدریسی جامعات میں اردو ادب کا مطالعہ طلبہ کو تقریر، تحریر اور مکالمے میں مہارت عطا کرتا ہے۔ یہ صلاحیتیں نہ صرف تدریسی میدان میں بلکہ صحافت، تحقیق، میڈیا اور سول سروسز جیسے شعبوں میں بھی کارآمد ثابت ہوتی ہیں۔ تدریسی جامعات اور تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے پروفیسر غلام رسول قائداعظم کا فرمان اپنی کتاب میں یوں تحریر کرتے ہیں کہ قائداعظم نے ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ کو آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

"اگر ہم فوری طور پر نتیجہ خیز ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں تعلیمی شعبوں پر مکمل توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔ صرف تعلیم ہی ایسا شعبہ ہے جو کسی قوم کو مضبوط اور مستحکم بناتا ہے۔ ہمیں اپنی تمام تر قوت اور صلاحیت تعلیمی شعبے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ جب کوئی قوم اپنے لوگوں کو بہتر تعلیم دیتی ہے تو ہی وہ افرا تفری اور معاشرتی انتشار سے بچ سکتی ہے۔"(3)

ادبی تنقید اردو ادب کا ایک اہم جزو ہے۔ تدریسی جامعات میں طلبہ کو متن کے تجزیے، تقابل اور تنقید کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہ عمل طلبہ میں منطقی سوچ اور دلیل سے بات کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ ادب کا تنقیدی مطالعہ طلبہ کو مختلف نظریات، فکری رجحانات اور ادبی تحریکوں سے روشناس کراتا ہے، جس سے ان کا ذہنی افق وسیع ہوتا ہے۔ اردو ادب سماجی مسائل کی عکاسی کرتا ہے۔ افسانے اور ناول معاشرتی ناہمواریوں، طبقاتی فرق، عورت کے مسائل اور انسانی حقوق جیسے موضوعات کو اجاگر کرتے ہیں۔ تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس طلبہ کو سماجی ذمے داری کا شعور عطا کرتی ہے۔ منٹو، پریم چند اور بیدی کے افسانے معاشرتی حقیقتوں کا آئینہ ہیں، جو طلبہ کو سماج کی اصلاح کے لیے سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔

تدریسی جامعات میں تحقیق کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اردو ادب میں تحقیق کے وسیع امکانات موجود ہیں، جیسے متنی تحقیق، تدوین، تنقیدی مطالعہ اور تقابلی ادب۔ اردو ادب کی تدریس طلبہ کو تحقیقی اصولوں اور طریقہ کار سے آگاہ کرتی ہے۔ یہ تحقیق اردو زبان و ادب کے فروغ کے ساتھ ساتھ قومی علمی سرمایے میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ جدید دور میں اردو ادب کو نئی ٹیکنالوجی اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ضروری ہے۔ تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس ڈیجیٹل ذرائع، ای لائبریریز اور آن لائن تحقیق کے ذریعے مزید مؤثر بنائی جاسکتی ہے۔ نصاب میں جدید ادب، ترجمہ نگاری اور بین الاقوامی ادب کے مطالعے کو شامل کر کے اردو ادب کو عالمی سطح پر متعارف کرایا جاسکتا ہے۔ نامور مفکر مولانا ابو الکلام آزاد کا یہ قول اردو ادب کی تدریسی اہمیت کو بخوبی واضح کرتا ہے کہ

"زبان صرف اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ تہذیب، تاریخ اور قومی شعور کی امین بھی ہوتی ہے اور ان کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب یہ تدریسی مراحل سے گزر کر اگلی نسل کو منتقل ہوتی ہے"(4)

تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریسی اہمیت مسلمہ حقیقت ہے۔ یہ ادب طلبہ کی فکری، اخلاقی، لسانی اور سماجی تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اردو ادب کی مؤثر تدریس کے ذریعے ہم نہ صرف اپنی زبان اور ثقافت کو محفوظ بنا سکتے ہیں بلکہ ایک باشعور، بااخلاق اور ذمہ دار نسل بھی تیار کر سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اردو ادب کو تدریسی جامعات میں مرکزی حیثیت دی جائے اور اسے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے مستقبل کی نسلوں تک منتقل کیا جائے۔ تدریسی جامعات کسی بھی قوم کی فکری، تہذیبی اور اخلاقی تربیت کا مرکز ہوتی ہیں۔ ان اداروں میں اردو ادب کی تدریس محض ایک مضمون کی حد تک محدود نہیں بلکہ یہ طلبہ کی شخصیت سازی، فکری بالیدگی اور تہذیبی شعور کی آبیاری کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اردو ادب میں انسانی جذبات، سماجی مسائل، اخلاقی اقدار اور تاریخی شعور اس خوبصورتی سے سمائے ہوئے ہیں کہ اس کا مطالعہ طلبہ کو محض تعلیم یافتہ نہیں بلکہ باشعور انسان بناتا ہے۔۔

اردو ادب کا مطالعہ طلبہ میں برداشت، تنقیدی شعور اور جمالیاتی ذوق کو فروغ دیتا ہے جو اعلیٰ تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔ تدریسی جامعات میں جب اردو ادب کو فکری اور تنقیدی زاویے سے پڑھایا جاتا ہے تو طلبہ میں سوال اٹھانے، تجزیہ کرنے اور رائے قائم کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اردو ادب کی تدریس اخلاقی اقدار، سماجی شعور اور انسانی ہمدردی کو فروغ دیتی ہے جو کسی بھی مہذب معاشرے کی بنیاد ہیں۔ تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس ایک زندہ، بامقصد اور ناگزیر عمل ہے جو طلبہ کو فکری، اخلاقی اور تہذیبی اعتبار سے مضبوط بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو ادب نہ صرف علمی ترقی بلکہ قوم کی فکری تشکیل میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس محض ایک روایتی تعلیمی سرگرمی نہیں بلکہ ایک ہمہ جہت فکری، تہذیبی اور اخلاقی عمل ہے۔ اردو ادب طلبہ کو نہ صرف زبان و بیان کی مہارت عطا کرتا ہے بلکہ انہیں اپنے سماج، تاریخ اور ثقافتی ورثے سے بھی گہرا ربط فراہم کرتا ہے۔ اعلیٰ تعلیمی سطح پر ادب کا مطالعہ انسان کو سطحی علم سے نکال کر گہرے فکری شعور کی طرف لے جاتا ہے، جہاں وہ مسائل کو محض دیکھتا نہیں بلکہ ان کا تجزیہ کرنے اور ان پر رائے قائم کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس طلبہ کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ ادبی متون کے ذریعے طلبہ میں اخلاقی اقدار، انسانی ہمدردی، برداشت، رواداری

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

اور سماجی ذمہ داری کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ اردو ادب میں پیش کیے گئے سماجی، معاشرتی اور نفسیاتی مسائل طلبہ کو اپنے گرد و پیش کے ماحول کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں وہ ایک فعال اور ذمہ دار شہری کے طور پر ابھرتے ہیں۔ مزید بر آں، اردو ادب تنقیدی اور تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دیتا ہے جو جدید تعلیمی تقاضوں کا اہم جزو ہیں۔

تدریسی جامعات میں اردو ادب کی تدریس ایک ناگزیر ضرورت ہے، جو نہ صرف تعلیمی معیار کو بلند کرتی ہے بلکہ ایک باشعور، بااخلاق اور فکری طور پر مضبوط معاشرے کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر اردو ادب کو جدید تدریسی تقاضوں کے مطابق فروغ دیا جائے تو یہ مستقبل کی نسلوں کے لیے فکری رہنمائی اور تہذیبی استحکام کا مضبوط ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ آج کے تیز رفتار اور ڈیجیٹل دور میں جب تعلیم کا مقصد صرف معاشی فائدہ تک محدود ہوتا جا رہا ہے، اردو ادب انسان کو مادہ پرستی سے نکال کر اقدار، معنویت اور فکری توازن کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جامعات میں اردو ادب کی مؤثر تدریس طلبہ کو زبان کی لطافت، فکر کی گہرائی اور اظہار کی شائستگی سکھاتی ہے، جو کسی بھی مہذب معاشرے کی پہچان ہیں۔ یہ ادب قومی تشخص کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ بین الثقافتی مکالمے کی صلاحیت بھی پیدا کرتا ہے۔

حوالہ جات

1. سرمد اقبال، ڈاکٹر، فروغ اردو کے اہم ادارے، شعبہ اردو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ص:۲۶
2. طارق نبیل، حرف آغاز، علمی و ادبی مجلہ کاوش، گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج، سیالکوٹ، ص:ی
3. غلام رسول، پروفیسر، صدر شعبہ کیمیا، قائد اعظم کے افکار شعبہ میں دی جانے والی تعلیم کے حوالہ سے، ایضاً، ص:۵۶
4. مولانا ابو الکلام، غبار خاطر، کتاب گھر دہلی، 1946، ص 45